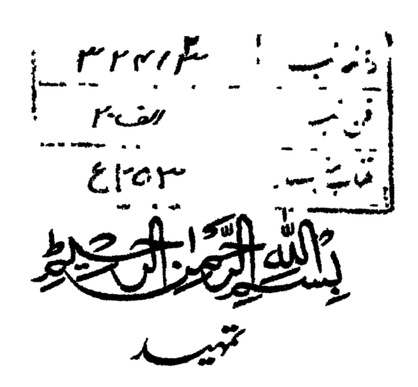

4785



تمہید

حمد ہو اُس معبود برحق کو جس نے انسان کو پیدا کیا۔ اور بعض کو اُن مین سے جاہل اور بعض کو عالم بنایا صلوۃ و سلام نازل ہو جو حضرت رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جنکا اتباع خدا ہی نے ہم پر فرض کیا اور رحمت کاملہ و صلوٰۃ ہو ان کی آل و اصحاب پر جن کی پیروی کے لیے نبی ہی نے ہم کو ارشاد فرمایا **امابعد** اس رسالہ کا **مفید الاحناف** نام ہے۔ نافع ہر خاص و عام ہے۔ اس مین انھین کتابون کی عبارت جمع کی گئی ہے جنکے مصنف حنفی المذہب تھے۔ اور اسمین انھین کے اقوال و افعال درج کیے گئے جو صوفی مشرب تھے اس تالیف سے لوگون کو اس بات سے آگاہ کرنا ہے کہ اگر کسی مسلمان کا قول یا فعل مطابق اس رسالہ کے پایا جائے وہ مورد لعن[1] و طعن نہ بنایا جائے۔ مجھکو امید ہے کہ جسکو یہ رسالہ پسند آوے مؤلف کو بدعاء خیر یاد کرے اور اگر ناطبع ہو کف لسان کرے۔ سب و شتم سے باز رہے۔ واللہ الھادی الی الصواب ومنہ المبداء والمآب۔

شروع مطالب رسالہ

سوال۔ مونھ اور ناک مین ایک ہی دفعہ پانی دینا وضو مین جائز ہے یا نہ۔ **جواب** جائز ہے اور مسنون رد المحتار المعروف بشامی[2] مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۹۴ھ حاشیہ درمختار کے صفحہ ۱۲۰ مین ہے۔ فی البحر[3] عن المعراج ان ترک التکرار مع الامکان لا یکرہ وایدہ فی الحلیۃ بانہ ثبت عنہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ تمضمض واستنشق مرۃ کما اخرجہ ابوداؤد۔

سوال سواک کرنا جیساکہ وقت وضو کرنے کے مستحب ہے اُسی طرح وقت ہر نماز پڑھنے کے قبل بھی مستحب ہے یا نہین۔

---

[1] قولہ لعن و طعن الخ کیونکہ مسلمان کو چاہیے کافرون کو مسلمان کرنا نہ مسلمان کو کافر بنانا ۱۲ [2] ہندستان مین شامی کے نام سے مشہور ہے اسکے مصنف محمد امین المعروف بابن عابدین پہلے شافعی تھے پھر حنفی ہوگئے ۱۲ [3] یعنی بحر الرائق مین معراج سے نقل کیا ہے کہ وضو مین دو بار یا تین بار دھونے کو چھوڑ دینا باوجود قدرت کے مکروہ نہین اور تائید کی ہے اس کی حلیہ مین ساتھ اس بات کے کہ ثابت ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ آپ نے کلی کی اور ناک مین پانی دیا ایک ہی دفعہ جیساکہ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ۱۲۔

جواب۔ مستحب ہی چنانچہ رد المحتار کے صفحہ ۱۱ مین لکھا ہو انہ[1] مستحب فی جمیع الاوقات ویتؤکد استحبابہ عند قصد الوضوء فیسن او یستحب عند کل صلوۃ[2] اہ وممن صرح باستحبابہ عند الصلوۃ ایضا الحلبی فی شرح المنیۃ الصغیر وفی ہدیۃ ابن العماد ایضا وفی التتارخانیۃ عن التتمۃ ویستحب السواک عند کل صلوۃ ووضوء اہ اور عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ مین ملک العلما مولانا محمد عبد الحی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے ووقتہ[3] فی الوضوء عند المضمضۃ ویستحب ایضا عند کل[4] صلوۃ اہ

سوال۔ اذان مین وقت سماع اَشۡہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کے دونون ابہام دست کے ناخن کو دونون آنکھون پر رکھکر چومنا مرفوعًا مروی وصحیح ہے یا نہین **جواب**۔ مرفوعًا کچھ بھی صحیح نہین رد المحتار کے صفحہ ۴۱۳ مین ہو ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل ہذا شیء مولانا محمد عبد الحی قدس سرہ نے سعایہ مین لکھا ہو والحق[5] ان تقبیل الظفرین عند سماع الاسم النبوی فی الاقامۃ وغیرھا کلما ذکر اسمہ علیہ الصلوۃ والسلام مما لم یرد فیہ خبر ولا اثر ومن قال بہ فہو المفتری الاکبر فہو بدعۃ شنیعۃ سیئۃ لا اصل لہا فی کتب الشریعۃ ومن ادعی فعلیہ البیان الخ۔

سوال۔ دعا بعد الاذان مین لفظ و الدرجۃ الرفیعۃ کی اصل ہے یا نہین۔ **جواب**۔ نہین۔ رد المحتار کے صفحہ ۴۱۳ مین شرح منہاج ابن حجر سے نقل کیا ہے وزیادۃ[6] والدرجۃ الرفیعۃ وختمہ بیا ارحم الراحمین لا اصل لہما

سوال نماز مین نیت زبان سے کرنا بدعت ہے یا نہ۔ **جواب** بدعت ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول مکتوب صد وہشتاد وششم مین تحریر فرماتے ہین "وہمچنین بسیارے از علماء در نیت نماز مستحسن داشتہ اند باوجود ارادہ قلب بزبان نیز باید گفت وحالانکہ ازان سرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والصلوۃ ثابت نشدہ نہ بروایت صحیح ونہ بروایت ضعیف ونہ از اصحاب کرام وتابعین عظام کہ بزبان نیت کردہ باشند بلکہ چون اقامت می گفتند تکبیر تحریمہ میفرمودند پس نیت بزبان بدعت باشد آہ" اور مولانا **محمد عبد الحی** رحمہ اللہ نے عمدۃ الرعایہ مین لکھا ہے اَحَدُہَا[7] الاکتفاء بنیۃ القلب وھو مجزیٔ اتفاقا وھُوَ الطَّرِیۡقَۃُ المشروعۃ المأثورۃ عن رسول اللہ

---

[1] یعنی بتحقیق مسواک کرنا مستحب ہو سب وقتون مین اور موکد ہو مستحب ہونا اسکا وقت ارادہ کرنے وضو کے پس مسنون یا مستحب ہو نزدیک ہر نماز کے الخ اور جنھون نے تصریح کی ساتھ مستحب ہونے مسواک کے وقت نماز کے اُن مین سے ایک حلبی بھی ہو شرح منیہ مین اور ہدیہ ابن العماد مین بھی اور تاتارخانیہ مین تتمہ سے نقل کیا کہ مستحب ہے مسواک کرنا نزدیک ہمارے وقت ہر نماز اور وضو کے الخ [2] یعنی مولف اور مولوی حکیم عبد الرحمن صاحب ساکن او کانہ ان سے بحث ہوئی مولف نے عبارات مذکورہ کو پیش کیا ۱۲ [3] یعنی اور وقت مسواک کرنے کا وضو مین وقت کلی کرنے کے ہے اور نیز مستحب ہے وقت ہر نماز کے الخ [4] یعنی پھر کہا صحیح نہین ہے بیچ حدیث مرفوع کے کچھ بھی اس سے ۱۲ [5] اور حق یہ ہے کہ چومنا دونوں ناخن کا وقت سننے نام ... صلی اللہ علیہ وسلم کے اقامت وغیرہ مین جبکہ ذکر کیا جائے نام آپ کا اس قسم سے ہے کہ نہین وارد ہوئی ہے اس مین کوئی خبر اور نہ کوئی اثر اور جو شخص قائل ہو اسکا وہ مفتری بڑا ہے پس ناخن کا چومنا بڑی بدعت ہے نہین ہے اصل اسکی کتب شریعت مین اور جو کوئی دعوی کرے ناخن چومنے کے سنت ہونیکا، پس واجب ہے دلیل [6] ... [7] پہلا اسکا اکتفا کرنا ہو ساتھ نیت دل کے اور دل کی نیت کافی ہے بالاتفاق اور یہی طریقہ مشروع منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ... صحابہ اور تابعین سے کسی ... ہے ... بین کہ نقول ... زبان سے یون کہا ہو کہ نیت کی مین یا نیت کرتا ہون فلانی نماز کی فلانے وقت مین اور نہ مثل ... الفاظ کوئی اور لفظ ... ابن ہمام نے فتح القدیر مین ... ۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ فَلَمْ یُنْقَلْ عَنْ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اَلتَّکَلُّمُ بِنِیَّتٍ اَوْ اُنَوِّیْ صَلٰوۃَ کَذَا فِیْ وَقْتِ۔ کَذَا وَنَحْوُ ذٰلِکَ کَمَا حَقَّقَہٗ ابن الھمام فی فتح القدیر وابن القیم فی زاد المعاد۔ اور مولانا محمد عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے آکام النفائس میں ارقام فرمایا ہے (تنبیہ) کثیرًا ما سُئلتُ[1] عن التلفظ بالنیۃ ھل ثبت ذلک من فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم واصحابہ وھل لہ اصل فی الشرع فاجبت بانہ لم یثبت ذلک من صاحب الشرع ولا من احد من اصحا اور مولانا محمد عبد الحی مغفور نے سعایہ میں تحریر فرمایا ہے۔ نقل فی المرقاۃ[2] عن زاد المعاد فی ھدی خیر العباد لابن القیم کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوۃ قال اللہ اکبر ولم یقل شیئًا قبلھا ولا تلفظ بالنیۃ ولا قال اصلی صلوۃ کذا مستقبلا للقبلۃ اربع رکعات اماما او ماموما ولا قال اداء ولا قضاء ولا فرض الوقت وھذہ بدع لم ینقل عنہ احد قط لا بسند صحیح ولا بسند ضعیف ولا مسند ولا مرسل بل ولا عن احد من اصحابہ وما استحبہ احد من التابعین ولا الائمۃ الاربعۃ الخ وفی فتح القدیر قال بعض الحفاظ لم یثبت عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بطریق صحیح ولا ضعیف انہ کان یقول عند الافتتاح اصلی کذا ولا عن احد من التابعین بل المنقول انہ اذا قام الی الصلوۃ کبر وھذہ[3]

سوال نماز میں دونوں ہاتھ سینہ پر باندھنا کسی محمد صوفی حنفی کا فعل ہے یا نہ۔ **جواب** ہے۔ مولوی شاہ نعیم اللہ بہرایچی در معمولات کہ در ... شیخ میرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ تالیف کردہ می نویسند معمول چنین بود کہ صلوات خمس را در اوقات مخصوصہ و مستحبہ ادا می نمودند در غایت اعتدال رکوع و سجود و قیام و قعود و قومہ وجلسہ بجا می آوردند و بیفر ... شریعت عبارت از ہمین اعتدال و اقتصاد است و دست را برابر سینہ می بستند و میفرمودند کہ این روایت ارجح است از روایات زیر ناف اگر کسی گوید کہ درین صورت خلاف حنفیہ بلکہ انتقال از مذہب بمذہب لازم می آید گویم بموجب قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی اذا ثبت الحدیث[4] فھو مذھبی از انتقال در مسئلہ جزئی خلاف مذہب لازم نمی آید بلکہ موافقت در موافقت ست انتہی۔

---

[1] زبانی نیت کرنیکا مسئلہ مجھسے بہت دفعہ پوچھا گیا کہ آیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب سے ثابت ہے یا نہیں اور آیا شرع میں اسکی کوئی اصل بھی ہے تو میں یہی جواب دیا کہ نہ تو شارع علیہ السلام سے یہ ثابت ہوا اور نہ انکے صحابیوں میں سے کسی ایک سے ثابت ہوا ۱۲۔ [2] یعنی مرقاۃ میں ابن قیم کی کتاب زاد المعاد فی ہدی خیر العباد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر فرماتے اور اس سے پہلے کچھ نہ فرماتے اور نہ یوں کہتے کہ میں فلاں نماز کی چار رکعت کعبہ کی طرف منہ کرکے امام یا مقتدی ہو کر پڑھتا ہوں اور نہ ادا یا قضا یا فرض کا نام لیتے اور یہ سب بدعات ہیں کسی نے آپ سے کبھی نقل نہیں کیا نہ سند صحیح سے اور نہ سند ضعیف سے اور نہ مسند سے اور نہ مرسل سے بلکہ آپ کے صحابہ میں سے بھی کسی سے منقول نہیں ہوا اور تابعین میں سے بھی کسی نے اسکو مستحب نہیں کہا اور نہ چاروں اماموں نے الخ اور فتح القدیر میں ہے کہ بعض حفاظ حدیث نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تو صحیح طریق سے ثابت ہوا ہے اور نہ ضعیف سے کہ آپ شروع نماز کے وقت کہتے ہوں کہ میں فلاں نماز پڑھتا ہوں اور نہ تابعین میں سے کسی سے ثابت ہوا بلکہ آپ سے تو یہی منقول ہوا ہے کہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر فرماتے۔ لہذا یہ بدعت ہے ۱۲ منہ [3] [4] جب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے ۱۲ منہ +

ابجد العلوم مین ہو۔ و من[لہ] اجلۃ اصحابہ المتاخرین الشیخ شمس الدین العلوی من ذریۃ محمد بن الحنیفۃ المعروف بمیرزا مظہر جانجانان کان ذا فضائل کثیرۃ وقرأ الحدیث علی الحاج السیالکوتی واخذ الطریقۃ المجددیۃ من اکابر اہلہا کان لہ فی اتباع السنۃ والقوۃ الکشفیۃ شان عظیم ولہ شعر بدیع ومکاتیب نافعۃ وکان یری الاشارۃ بالمسبحۃ ویضع یمینہ علی شمالہ تحت صدرہ ویقوی قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام ... وفاتہ عاش حمید امات شہیدا ۱۱۹۵ھ مصباح الہدایہ ترجمہ عوارف[کہ] مین ہے۔ " و میان سینہ و ناف ... برجیب نہد آہ۔

سوال۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا جس طرح قبل سورہ فاتحہ کے نماز مین پڑھنا سنت ہے۔ اسی طرح نماز مین اس کا درمیان فاتحہ و سورہ کے پڑھنا حسن ہے یا نہ۔ **جواب**۔ حسن ہے۔ رد المحتار کے صفحہ ۳۱۱ مین ہے[کہ] صرح فی الذخیرۃ والمجتبٰی بانہ ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ المقروءۃ سرا او جہرا کان حسنا عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ورجحہ المحقق ابن ہمام وتلمیذہ الحلبی لشبہۃ الاختلاف فی کونہا اٰیۃ من کل سورۃ بحرا۔ ... ثابت ہے[کہ] اما عدم الکراہۃ فمتفق علیہ ولہذا صرح فی الذخیرۃ والمجتبٰی بانہ لو سمی بین الفاتحۃ والسورۃ کان حسنا عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ سواء کانت السورۃ مقروءۃ جہرا او سرا

سوال۔ سورہ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا کیسا ہے۔ **جواب**۔ قراءۃ فاتحہ خلف الامام ... احتیاطا مستحسن لکھا ہے۔ چنانچہ مجتبی شرح قدوری مین ہے۔ فی شرح الکافی للبزدوی[کہ] ان القراءۃ خلف الامام علی سبیل الاحتیاط حسن عند محمد ومکروہ عندہما وعن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ... بان یقرأ الفاتحۃ فی الظہر والعصر وباشاء من القراٰن ...

[لہ] اُن کے اجل اصحاب متاخرین مین سے شیخ شمس الدین علوی رحمہ اللہ ہین جو محمد بن حنفیہ کی اولاد مین اور میرزا مظہر جانجانان ... سے مشہور ہین بہت فضیلتین رکھتے تھے اور انھون نے حاجی سیالکوٹی سے حدیث پڑھی اور طریقہ مجددیہ کو اُسکے اکابر اہل سے ... اتباع سنت اور قوت کشفیہ مین بڑی شان رکھتے تھے اور اُنکے اشعار عجیبہ اور مکتوبات نافعہ ہین اور شہادت کی انگلی سے اشارہ ... قائل تھے اور سینے کے اوپر ہی ہاتھ باندھتے اور امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو قوی فرماتے اُنکی وفات کا سال تاریخی عاش حمیدا مات شہیدا ہے[کہ] عوارف کی قدر صوفی مشرب لوگ جانتے ہین ۱۲

[کہ] تصریح کی ہے ذخیرہ اور مجتبی مین اس بات کی کہ اگر بسم اللہ پڑھے ... فاتحہ اور سورت کے جو پڑھی گئی آہستہ یا جہر سے ہوگا بہتر نزدیک امام اعظم کے اور ترجیح دیا ہے اسکو محقق ابن ہمام اور شاگرد انکے حلبی نے واسطے شبہ اختلاف کے بیچ ہونے بسم اللہ کے آیت ہر سورت سے نقل کیا ہے اسکو بحر الرائق سے ... اسکے مکروہ نہ ہونا بسم اللہ کے پڑھنے کا پس اتفاق کیا گیا ہے اسپر اور اسی واسطے ذخیرہ اور مجتبی مین تصریح کی ہے بایں طور کہ بسم اللہ پڑھے درمیان فاتحہ اور سورۃ کے ہوگا بہتر نزدیک ابو حنیفہ کے خواہ وہ سورت پڑھی گئی ہو آواز سے یا آہستہ ۱۲

[کہ] بزدوی کی شرح کافی مین ہے کہ پڑھنا پیچھے امام کے احتیاطا حسن ہے نزدیک امام محمد کے اور مکروہ ہے امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک اور روایت ہے ابو حنیفہ سے کہ نہین مضائقہ ہے اس مین کہ پڑھے سورہ فاتحہ ظہر اور عصر مین اور جو کچھ چاہے قرآن سے ۱۲

ويستحسن[1] اى قراءة المقتدى الفاتحة احتياطاً ورفعاً للخلاف فيما روى بعض المشائخ عن محمد رحمه الله
وفى الذخيرة لو قرأ المقتدى خلف الامام فى صلوة لا يجهر فيها اختلف المشائخ فيه فقال ابو حفص وبعض
مشائخنا لا يكره فى قول محمد واطلق المصنف كلامه ومراده فى حالة المخافتة دون الجهر وفى شرح الجامع للامام ركن الدين
على السعدى عن بعض مشائخنا ان الامام لا يتحمل القراءة عن المقتدى فى صلوة المخافتة اه ہدایہ میں ہے و يستحسن[2] على سبيل
الاحتياط فيما يروى عن محمد رحمه الله اه اور عینی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے وبعض[3] مشائخنا يستحسنون ذلك على سبيل الاحتياط
فى جميع الصلوة وبعضهم فى السرية فقط وعليه فقهاء الحجاز والشام اه اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے الامام[4]
محمد من ائمتنا يوافق الشافعى فى القراءة خلف الامام فى السرية اه اور عبد الوہاب شعرانی نے میزان کبری میں لکھا ہے لابى
حنيفة[5] ومحمد رحمهما الله قولان احدهما عدم وجوبها على الماموم ولا يسن له وهذا قولهما القديم وادخله محمد فى
تصانيفه القديمة واشتهرت النسخ الى الاطراف وثانيهما استحسانها على سبيل الاحتياط وعدم كراهتها عند المخافتة
للحديث المرفوع لا تفعلوا الا بام القرآن وفى رواية لا تقرءوا بشیٔ اذا جهرت الا بام القرآن وقال عطاء كانوا يرون
على الماموم القراءة فيما يجهر فيه الامام وفيما يسر فرجعا من قوليهما الاول الى الثانى احتياطاً اه اور ملا جیون نے
تفسیر احمدی میں تحریر کیا ہے فان[6] رايت الطائفة الصوفية والمشائخين الحنفية تراهم يستحسنون قراءة الفاتحة للموتم
كما استحسنه محمد ايضاً احتياطاً اور حضرت شاہ شیخ فرید الدین بہاری قدس سرہ کے ملفوظات مسمی بخوان پر نعمت میں ہے از
اینجا بیچارہ عرضداشت کہ قرارت فاتحہ خلف الامام مقتدی را وعید ہست آنچہ کند فرمود قرارت فاتحہ بکند ومشائخ ہم میخوانند
ابجد العلوم میں تحت ترجمہ حضرت میرزا مظہر جانجاناں رحمہ اللہ تعالی کے لکھا ہے ويقوى[7] قراءة الفاتحة خلف الامام اه
عمدۃ الرعایہ میں مولانا محمد عبد الحی لکھنوی مغفور تحریر فرماتے ہیں ومنهم[8] من تفوه بفساد صلوة المقتدى بها وهو قول
شاذ مردود وروى عن محمد انه استحسن قراءة الفاتحة للموتم فى السرية وروى مثله عن ابى حنيفة صرح به فى الهداية
والمجتبى شرح مختصر القدورى وغيرهما وهذا هو مختار كثير من مشائخنا وعلى هذا فلا يستنكر استحسانها فى الجهرية

[1] اور مستحسن ہے یعنی پڑھنا مقتدی کو سورہ فاتحہ احتیاطاً اور واسطے دور کرنے خلاف کے ہمیں کہ روایت کیا ہے بعض مشائخ نے محمد رحمہ سے۔ اور ذخیرہ میں ہے کہ اگر
پڑھے مقتدی پیچھے امام کے اُس نماز میں جس میں جہر نہیں کیا جاتا ہے اختلاف کیا مشائخ نے بیچ اسکے پس کہا ابو حفص اور مشائخ نے ہمارے نہیں مکروہ ہے بیچ
قول محمد کے اور مطلق ذکر کیا مصنف نے کلام کو انکے اور مراد انکی حالت قرأت سری میں ہے نہ جہری میں۔ اور امام رکن الدین علی سعدی کی شرح جامع
میں ہے کہ ہمارے بعض مشائخ سے مروی ہے کہ نماز سری میں امام مقتدی کی قرأت کو اسکی طرف سے ادا نہیں کر سکتا ١٢ [2] اور احتیاط کی نظر
پڑھنا مستحسن ہے بموجب اس قول کے کہ جو امام محمد سے مروی ہے۔ [3] یعنی بعض مشائخ ہمارے مستحسن سمجھتے ہیں پیچھے امام کے سورہ فاتحہ پڑھنے کو از راہ
احتیاط کے سب نمازوں میں اور بعض مشائخ نماز آہستہ والی میں ... فقہا حجاز وشام کے ١٢ [4] امام محمد ہمارے اماموں میں سے موافقت رکھتے ہیں
امام شافعی کی بیچ پڑھنے سورہ فاتحہ کے پیچھے امام کے نماز سری میں ١٢ [5] امام ابو حنیفہ و محمد رحمہ کے دو قول ہیں۔ پہلا نہ واجب ہونا قرأت فاتحہ کا
اوپر مقتدی کے اور نہ مسنون ہونا واسطے انکے اور یہ قول قدیم ہے دونوں کا اور داخل کیا اسکو محمد نے اپنی تصانیف قدیمہ میں اور مشہور ہوئے نسخے اطراف
میں دوسرا مستحسن ہونا قرأت فاتحہ کا از راہ احتیاط کے اور نہ مکروہ ہونا وقت آہستہ پڑھنے کے ... حدیث مرفوع کے نہ کرو قرأت مگر ساتھ سورہ فاتحہ کے
اور ایک روایت میں ہے نہ پڑھو کچھ جس وقت باواز پڑھوں میں قرأت مگر سورہ فاتحہ اور کہا عطا نے تھے یعنی صحابی قائل اس بات کے کہ مقتدی قرأت کرے
اُس نماز میں کہ آواز بلند پڑھتا ہے امام اور جس میں کہ آہستہ پڑھتا ہے پس رجوع کیا دونوں نے یعنی امام ابو حنیفہ اور محمد نے اپنے قول اول سے طرف قول ثانی
کے احتیاطاً الخ [6] پس اگر دیکھے تو گروہ صوفیہ اور مشائخین حنفیہ تو دیکھیگا تو ان کو کہ اچھا جانتے ہیں پڑھنا سورہ فاتحہ کا واسطے مقتدی کے جیسا کہ
مستحسن جانا سورہ فاتحہ پڑھنے کو امام محمد نے بھی از روی احتیاط کے ١٢ [7] قوت دیتے تھے پڑھنے سورہ فاتحہ کو پیچھے امام کے ١٢ منہ

[8] اور بعض فقہا میں وہ شخص ہو کہ بکواس کی ہے اُسنے ساتھ فاسد ہونے نماز مقتدی کے بسبب قراءۃ فاتحہ کے اور یہ قول شاذ و مردود ہے اور روایت کیا گیا ہے امام محمد سے یہ کہ مستحسن جانا ہے انھوں نے پڑھنا سورہ فاتحہ کا واسطے مقتدی کے
نماز آہستہ میں اور روایت کیا گیا ہو مثل اُسکے امام ابو حنیفہ سے تصریح کی اسکی ہدایہ ومجتبی شرح مختصر قدوری میں اور یہ مختار اکثر مشائخین ہمارے کا ہے اور بنا بر اسکے پس نہیں انکار کیا جا سکتا مستحسن ہونا سورہ فاتحہ کا پڑھنا نماز جہریہ میں بھی درمیان سکتات امام کے بشرطیکہ ...

ایضاً اثناء سکتات الامام بشرط ان لایخل بالاستماع الخ۔

سوال ۔ کیا جس مسئلہ مین قیاس اور استحسان ہو تو عمل استحسان پر کیا جائیگا **جواب** ہان رد المختار صفحہ ۴۴ مین ہے ف
واذا کان فی مسئلۃ قیاس واستحسان فالعمل علی الاستحسان اھ۔

سوال ۔ ایا جو چیز خلاف اولیٰ ہو وہ مکروہ تنزیہی نہین ہی **جواب** نہین ہی رد المحتار صفحہ ۳۰۲ مین ہو لیس کل ما ھو خلاف الاولیٰ مکروھاً تنزیھاً اھ

سوال ۔ آمین بالجہر کسی کتاب فقہ مذہب حنفی سے ثابت ہی یا نہ **جواب** ۔ ثابت ہی۔ امام ابن الہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہی ولو کان الیّ فی ھذا شیٔ لوفقت بان روایۃ الخفض یراد بھا عدم القرع العنیف وروایۃ الجہر بمعنی قولھا فی زیر الصوت وذیلھا اھ۔ اور امیر ابن الحاج نے حلیہ شریف منیۃ المصلی مین تحریر کیا ہو ورجح مشائخنا المذھب بما لا یعری عن شیٔ لمتامله فلا ان قال شیخنا ابن الھمام ولو کان الیّ شیٔ لوفقت بان روایۃ الخفض یراد بھا عدم القرع العنیف وروایۃ الجھر بمعنی قولھا فی زیر الصوت وذیلھا اھ اور مولانا عبد العلی بحر العلوم لکھنوی نے ارکان اربع مین و لم یرد فیه الا ما روی الحاکم عن علقمۃ بن وائل عن ابیه انه صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاذا بلغ ولا الضالین قال آمین واخفی بھا صوته وھو ضعیف الخ لکھا ہے تحریر کیا و لکن الامر فیه سھل فان السنۃ التامین اما الجھر والاخفاء فتذنب اھ۔ اور طحطاوی حاشیہ درمختار مین ہو فعلی ھذا سنیۃ الاتیان بھا تحصل ولو مع الجھر ابو سعود اھ اور مولانا عبد الحی نے تعلیق الممجد مین لکھا ہی والانصاف ان الجھر قوی من حیث الدلیل اھ۔ اور سعایہ مین مولانا ممدوح فرماتے ہین فوجدنا بعد التامل والامعان القول بالجھر بآمین ھو الاصح لکونه مطابقاً لما روی عن سید بنی عدنان وروایۃ الخفض عنه صلعم ضعیفۃ لا توازی روایات الجھر ولو صحت وجب ان تحمل علی عدم القرع العنیف کما اشار الیه ابن الھمام ای ضرورۃ داعیۃ الی حمل روایات الجھر علی بعض الاحیان او الجھر للتعلیم مع عدم ورود شیٔ من ذلک فی روایۃ والقول بانه کان فی ابتداء

ف جبکہ کسی مسئلہ مین قیاس اور استحسان ہو پس عمل استحسان پر ہوگا ۱۲ ۔ ۲ ہر ایک چیز جو خلاف اولے ہے مکروہ تنزیہی نہین ہے ۱۲ منہ
۳ اگر میری طرف آمین کوئی شی ہوتی (یعنی اگر اسکا فیصلہ میرے سپرد کیا جائے) تو مین یون مطابقت دیتا کہ آہستہ کہنے کی روایت سے مراد یہ ہے کہ آواز سخت نہو اور روایت جہر کی یعنی کہنے آمین کے بیچ نرم آواز اور ذیل اسکے ۱۲ ۴ ترجیح دی ہے ہمارے مشائخ نے اسکو واسطے مذہب کے ساتھ اُس دلیل کے کہ نہین خالی ہی کسی شی سے واسطے تامل کرنیوالے اسکے پس ضرور ہی جو کہا ہمارے شیخ ابن الہمام نے کہ اگر ہوتی ہماری طرف کوئی شی البتہ مطابقت دیتا مین اس طرح پر کہ روایت آہستہ کہنے سے ارادہ کیا جاتا ہی کہ کڑک سخت نہو اور روایت باآواز کہنے کی یعنی کہنے اسکے ہو بیچ نرم آواز اور ذیل اسکے ۱۲ ۵ نہین آیا ہی آمین آہستہ کہنے مین مگر وہ کہ روایت کی حاکم نے علقمہ بیٹے وائل سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ سے یہ کہ نماز پڑھی انھون نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ پہونچے ولا الضالین پر کہا آپنے آمین اور پست کیا آمین کہنے مین آواز اپنی کو اور یہ روایت ضعیف ہے ۶ لیکن بات آمین آسان ہی اسلیے کہ سنت آمین کہنا ہی لیکن باآواز کہنا یا آہستہ پس مستحب ہی ۱۲ ۷ پس سنت اس بنا پر آمین کہنے کی حاصل ہوتی ہی اگرچہ ساتھ آواز کے ہو ۱۲ ۸ انصاف یہ ہی کہ آمین باآواز کہنا قوی ہی باعتبار دلیل کے ۱۲ ۹ تو بعد تامل اور غور کرنے کے ہم نے پکار کر آمین کہنے ہی کو صحیح پایا کیونکہ وہ سید بنی عدنان یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مروی ہی اسکے مطابق ہی اور پست آواز کی روایت ضعیف ہی۔ پکار کر کہنے کی روایتون کا مقابلہ نہین کرسکتی اور اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو خوب کڑک کے نہ کہنے پر محمول کرنا واجب ہوگا جیسا کہ ابن ہمام نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہی اور کوئی ضرورت نہین ہی کہ روایات جہر کو بعض اوقات تعلیم پر محمول کیا جائے باوجودیکہ کسی روایت مین نہین آیا اور یہ کہنا کہ جہر ابتداء امر مین

الا هو ضعيف لان الحاكم قد صححه من رواية وائل بن حجر وهو انما اسلم فی اواخر الامر کما ذکره ابن حجر فی فتح الباری واما اثر ابراہیم النخعی ونحوه فلا تعارض الروایات المرفوعة اور مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے لمعات شرح مشکوۃ میں لکھا ہے والظاہر الحمل علی کلا العملین تارۃ فتارۃ۔

سوال۔ نماز فرض میں بعد سورۂ فاتحہ کے دو سورہ پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں **جواب** نہیں۔ رد المحتار کے صفحہ ۵۱۳ میں ہے[ف۲] ففی جامع الفتاوی روی الحسن عن ابی حنیفة انه قال لا احب ان یقرء سورتین بعد الفاتحه فی المکتوبات ولو فعل لا یکره وفی النوافل لا باس به اه۔

سوال۔ امام کو سمع اللہ لمن حمدہ کے ساتھ اللّٰھم ربنا لک الحمد ملانا جائز ہے یا نہ **جواب** جائز ہے رد المحتار کے صفحہ ۵۱۹ میں ہے[ف۳] وقال یجمع التحمید سرا هو روایة عن الامام ایضا والیه مال الفضلی والطحاوی وجماعة من المتاخرین معراج عن الظهیریة واختاره فی الحاوی القدسی ومشی علیه فی نور الایضاح اھ اور عمدة الرعایہ میں ہے[ف۴] والذی ذهب الیه الجمهور وابو یوسف ومحمد وروی عن ابی حنیفة رحمه الله ان الامام ایضا یقول ربنا لک الحمد سرا بعد التسمیع واختاره الفضلی والطحاوی والشرنبلالی وصاحب المنیة وعامة المتاخرین من اصحابنا وهو الاصح الموافق لما ثبت عنه صلی الله علیه وآله وسلم انه کان یقول بعد سمع الله لمن حمده ربنا لک الحمد الخ۔

سوال۔ رفع یدین سنت و جائز ثابت ہے یا نہ **جواب** ثابت ہے مولانا عبد الغنی نے ارکان اربعہ میں لکھا ہے ان ترک[ف۵] فهو حسن وان فعل فلا باس به اھ۔ اور مولانا عبد الحی نے تعلیق الممجد میں تحریر فرمایا ہے ولو رفع[ف۶] لا تفسد صلاته کما فی الذخیرة وفتاوی الولوالجی وغیرهما من الکتب المعتبرة اھ اور مولانا ممدوح مغفور نے سعایہ میں لکھا ہے والحق انه لا شک فی[ف۷] ثبوت رفع الیدین عند الرکوع والرفع منه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وکثیر من اصحابه بالطرق القویه والاخبار الصحیحة اور محی الدین عربی نے دراسات اللبیب میں نقل کی ہے ورفع الیدین فی کل رفع وخفض اھ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے شرح سفر السعادت میں لکھا ہے "مارا از ین جا دانسته شد که اثبات رفع ایں هر دو فعل کثیر آه" اور عصام بن یوسف بلخی حنفی

ف۲ ظاہر حمل کرنا چاہیے دونوں عمل آہستہ و آواز کے کبھی وہ کبھی یہ ۱۲ ف۳ جامع الفتاوی میں ہے کہ روایت کی حسن نے ابو حنیفہ رح سے یہ کہ فرمایا نہیں پسند کرتا ہوں میں پڑھنا دو سورت کا بعد فاتحہ کے نماز فرض میں اور اگر کیا کسی نے مکروہ نہیں اور نفل میں مضائقہ نہیں ۱۲ ف۴ کہا مع ملانے امام ربنا لک الحمد کو آہستہ اور وہ روایت ہے امام ابو حنیفہ سے بھی اور اسی کی طرف مائل ہیں فضلی اور طحاوی اور ایک جماعت متاخرین کی یہ معراج میں ہے منقول ظہیریہ سے اور اختیار کیا اسکو حاوی قدسی میں اور چلا اسی پر نور الایضاح میں ۱۲ ف۵ اور جو کہ گئے اسکی طرف جمہور اور ابو یوسف اور محمد اور روایت کیا گیا ہے ابو حنیفہ سے بھی یہ ہے کہ امام بھی کہے ربنا لک الحمد آہستہ بعد سمع اللہ لمن حمدہ کے اور اختیار کیا اس کو فضلی اور طحاوی اور شرنبلالی و صاحب منیہ و عامہ متاخرین نے ہمارے اصحاب سے اور وہ صحیح تر موافق ہے اسکے جو ثابت ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ کہتے تھے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کے ربنا لک الحمد ۱۲ ف۶ اگر چھوڑے رفع یدین کو پس وہ حسن ہے اور اگر کرے رفع یدین پس نہیں مضائقہ ساتھ اسکے ۱۲ ف۷ اور اگر رفع یدین کیا نہیں فاسد ہوگی نماز اسکی جیسا ذخیرہ اور فتاوی ولوالجی وغیرہ کتب معتبرہ میں ہے ۱۲ ف۸ اور حق یہ ہے کہ شک نہیں ہے ثبوت رفع یدین میں وقت رکوع اور کھڑا ہونے کے رکوع سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بہتیرے اصحاب سے انکے ساتھ طریقوں قویہ اور خبروں صحیحہ کے الخ ۱۲ منہ

رفع یدین کرتے تھے۔ جیسا کہ طبقات قاری سے تراجم حنفیہ میں منقول ہے وفی طبقات القاری[له] عصام بن یوسف البلخی کان حنفیا روی عن ابن المبارک والثوری وشعبة وکان صاحب حدیث یرفع یدیه عند الرکوع وعند رفع الراس منه اھ۔

سوال۔ درمیان دونوں سجدوں کے اللهم اغفرلی[له] وارحمنی وعافنی واهدنی وارزقنی پڑھنا جائز ہے یا نہیں **جواب** جائز ہے۔ [illegible] ۲۷۵ میں ہے۔ اقول[له] بل فیه اشارة الی انه غیر مکروه اذ لو کان مکروها لنهی عنه کما ینهی عن القراءة فی الرکوع وعدم کونه مسنونا لاینافی الجواز کالتسمیة بین الفاتحة والسورة بل ینبغی ان یندب الدعاء بالمغفرة بین السجدتین خروجا من خلاف الامام احمد لابطاله الصلاة بترکه عامدا اھ۔

سوال۔ جلسۂ استراحت یعنی بعد دونوں سجدوں کے تھوڑا بیٹھ کر کھڑا ہونا جائز ہے یا نہ۔ **جواب** جائز ہے۔ رد المحتار کے صفحہ ۲۸۰ میں ہے۔ وعن[له] الثانی الجلسة الخفیفة قال شمس الائمة الحلوانی الخلاف فی الافضل حتی لو فعل کما هو مذهبنا لاباس عند الشافعی ولو فعل کما هو مذهبه لاباس به عندنا کذا فی المحیط اھ۔ اور بھی رد المحتار میں ہے وما[له] ورد من انه صلی الله علیه وسلم اذا کان فی وتر نهض حتی یستوی قاعدا فتشریع لبیان الجواز او عند کبر سنه اھ اور بحر الرائق[له] میں ہے واما رواه البخاری عن مالک بن الحویرث انه رای النبی صلی الله علیه وآله وسلم یصلی اذا کان فی وتر من صلاته لم ینهض حتی یستوی قاعدا فمحمول علی حالة الکبر کما فی الهدایة ویرد علیه ان هذا الحمل یحتاج الی دلیل وقد قال علیه الصلوة والصلوة لمالک بن الحویرث لما اراد ان یفارقه صلوا کما رأیتمونی اصلی ولم یفصل فکان الحدیث حجة للشافعی فالاولی ان یحمل علی تعلیم الجواز هنا والله اعلم قال فی الفتاوی الظهیریة[له] وقال شمس الائمة الحلوانی ان الخلاف انما هو فی الافضلیة حتی لو فعل کما هو مذهب الشافعی لاباس به عندنا اھ۔ مصباح الهدایہ ترجمہ عوارف میں ہے "اگر دیگر بارہ برخواہد خاست از برائے جلسۂ استراحت بنشیند آه۔

سوال۔ آیا جمعہ کی نماز فرض ہے اور منکر اسکا کافر اور کیا بعض جاہل حنفی کہتے ہیں کہ جمعہ فرض نہیں اور آیا جمعہ بدل ظہر کا نہیں ہے بلکہ جمعہ نماز مستقل ہے۔ **جواب**۔ ہاں درمختار صفحہ ۴۰۳ میں ہے الجمعة[له] فرض عین یکفر جاحدها لثبوتها بدلیل القطعی اھ رد المحتار میں صفحہ ۴۲۴ میں ہے وهو[له] قوله تعالی یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الآیة

[له] اور طبقات قاری میں ہے کہ عصام بن یوسف بلخی حنفی روایت کیا ہے ابن مبارک اور ثوری اور شعبہ سے اور تھے محدث اُٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اپنے کو وقت رکوع اور وقت اُٹھانے سر کے اُس سے ۱۲ [له] ای اللہ بخش دے مجکو اور رحم کر مجھ پر اور آرام دے مجکو اور ہدایت دے مجکو اور روزی دے مجکو ۱۲ [له] میں کہتا ہوں بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ اللهم اغفرلی الخ پڑھنا مکروہ نہیں اسواسطے کہ اگر ہوتا مکروہ برآئینہ منع کیا جاتا پڑھنے سے اللهم اغفرلی الخ کے جیسا کہ منع کیا جاتا ہے پڑھنے سے قرآن کے رکوع وسجود میں اور نہ ہونا اسکا مسنون نہیں منافی ہے جائز ہونے کو جیسا کہ بسم اللہ پڑھنا درمیان فاتحہ اور سورہ کے بلکہ سزاوار ہے یہ کہ مندوب ہے دعا ساتھ اللهم اغفرلی کے درمیان دونوں سجدوں کے واسطے نکلنے کے خلاف سے امام احمد کے واسطے باطل کرنے اُسکی نماز کو بسبب چھوڑ دینے اللهم اغفرلی الخ کے جان بوجھکر آہ ۱۲ [له] اور دوسرا جلسہ خفیفہ ہے کہا شمس الائمہ حلوانی نے خلاف افضل ہونے میں ہے یہانتک کہ اگر کیا جیسا کہ وہ مذہب ہے ہمارا نہیں مضائقہ ہے ساتھ اسکے نزدیک شافعی کے اور اگر کیا جیسا کہ وہ مذہب ہے انکا نہیں مضائقہ ہے ساتھ اُسکے نزدیک ہمارے اسی طرح ہے محیط میں الخ ۱۲ [له] اور وہ جو وارد ہوا ہے کہ تحقیق آنحضرت جبکہ ہوتے بیچ طاق رکعت کے یعنی پہلی اور تیسری میں کھڑے ہوتے یہانتک کہ برابر ہوتے بیٹھکر پس تشریع ہے واسطے جوانکے یا وقت بڑھاپے کے۔ الخ ۱۲ [له] اور وہ جو روایت کیا ہے بخاری نے مالک بن حویرث سے یہ کہ دیکھا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے تھے جبکہ ہوتے بیچ طاق نماز اپنی کے نہیں کھڑے ہوتے یہانتک کہ برابر ہوتے بیٹھکر پس محمول ہے اوپر حالت بڑھاپے کے جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔ وارد ہوتا ہے اعتراض اوپر اُسکے یہ کہ تحقیق بڑھاپے پر حمل کرنا محتاج ہے طرف دلیل کے حالانکہ تحقیق فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مالک بن حویرث

وبالسنة[۵۱] وبالاجماع اھ درمختار مین ہی وھی[۵۲] فرض مستقل آکد من الظھر ولیست بدلا عنه اھ رد المحتار مین ہی[۵۳] لانه ورد فیھا من التھدید مالم یرد فی الظھر من ذلك قوله صلی الله علیه وسلم من ترك الجمعة ثلاث مرات من غیر ضرورة طبع الله علی قلبه رواه احمد والحاکم وصححه فیعاقب[۵۴] علی ترکھا اشد من الظھر ویثاب علیھا اکثر اھ وانما اکثرنا فیه نوعا[۵۵] من الاکثار لما اسمع عن بعض الجھلة انھم ینسبون الی مذھب الحنفیة عدم افتراضھا اھ۔

سوال کیا مصر کی تعریف اکثر جگہ پر صادق آتی ہی **جواب** ہان درمختار صفحہ ۳۵ مین ہی المصر[۵۶] وھو مالا یسع اکبر مساجدہ اھله المکلفین بھا وھو اختیار الثلجی وعلیه فتوی اکثر الفقھا الظھور التوانی فی الاحکام وھذا یصدق علی کثیر من القری اھ

سوال۔ ایک مثل ہونے سے وقت ظہر گزر کر وقت عصر ہوجاتا ہی یا نہ۔ **جواب** صاحبین کے نزدیک ہوجاتا ہی اور یہی مفتی بہ ہی۔ نفع المفتی والسائل مین مولانا محمد عبدالحی تحریر فرماتے ہین وعنده[۵۷] اذا صار ظل کل شیٔ مثلیه خرج وقت الظھر ودخل وقتاه وعندھما اذا صار ظل کل شیٔ مثله کذا فی جامع المضمرات وفی الحمادیة عن الظھیریه والفتوی علی قولھما وعن التاسیس وعندنا کما قالا وعن الاسرار وقولھما معتمدی اھ وفی الدر المختار روی عنه مثله وھو قولھما وقول زفر والائمة الثلثة قال الامام الطحاوی وبه ناخذ وفی غرر الاذکار وھو الماخوذ به وفی البرھان وھو الاظھر لبیان جبرئیل وھو نص فی الباب وفی الفیض وعلیه عمل الناس الیوم وبه یفتی اھ وفی خزانة الروایات عن ملتقی البحار ان اباحنیفة قد رجع فی خروج وقت الظھر ودخول وقت العصر الی قولھما اھ قلت والواقف الماھر علی ادلة الفریقین یعلم قطعا کون قولھما قویا وکون قوله ضعیفا فلاعبرة لفتوی[۵۸] من افتی به اھ۔

سوال مفترض کو جیسا کہ بعد رکعتین اولیین کے اقتصار سورہ فاتحہ پر کرنا جائز ہی ویسے ہی اسکو سورہ فاتحہ کے ساتھ ضم سورہ بھی جائز ہے یا نہین۔ **جواب**۔ جائز ہی۔ رد المحتار صفحہ ۳۵۳ مین ہی۔ لو[۵۹] ضم الیھا سورة لاباس به لان القراءة فی الاخریین مشروعة

---

۵۱ اور ثبوت جمعہ کے فرض ہونیکا سنت اور اجماع سے ہی۔ ۱۲ ۵۲ اور جمعہ فرض مستقل ہی موکد زیادہ ہی ظہر سے اور جمعہ بدل ظہر کا نہین ہی ۱۲ ۵۳ اسلیے جمعہ مین جیسی تہدید وارد ہوئی ہی ویسی ظہر مین نہین۔ اس تہدید مین سے ہی قول آنحضرت صلی الله علیه وسلم کا جسنے چھوڑ دیا جمعہ تین مرتبہ بغیر ضرورت کے مہر کردیتا ہی الله تعالی اسکے قلب پر ۱۲ ۵۴ پس زیادہ معذب ہوگا جمعہ کے ترک پر ظہر کے ترک سے اور زیادہ ثواب پاویگا جمعہ کے پڑھنے پر ۱۲ ۵۵ جمعہ کے فرض ہونے مین ایک طرح سے زیادہ کہا کرتا ہون چونکہ مین سنا کرتا ہون بعض جاہلان حنفی سے کہ وہ مذہب حنفی کی طرف جمعہ کے فرض نہونے کی نسبت کیا کرتے ہین ۱۱ ۵۶ مصر وہ ہی کہ جسکے بڑی مسجد مین وہان کے مرد عاقل بالغ نہ سما سکین۔ اسکو ثلجی نے اختیار کیا ہی اور اسپر بہت فقہا کا فتوی ہی چونکہ احکام شرعیہ مین سستی آگئی اور یہ صادق آتا ہی بہتیرے دیہاتون پر ۱۲ ۵۷ نزدیک امام صاحب کے جسوقت ہو سایہ ہرشے کا دوشل اسکے نکل گیا وقت ظہر کا اور داخل ہوا وقت عصر کا اور نزدیک صاحبین کے جبکہ ہو سایہ ہرشے کا شل اسکے اسی طرح ہی جامع المضمرات مین اور فتاوی حمیدیہ مین ظہیریہ سے منقول ہی کہ فتوی اوپر قول صاحبین کے ہی اور منقول ہی تاسیس سے کہ ثابت ہی نزدیک ہمارے جیسا کہ کہا صاحبین نے اور منقول اسرار سے ہی کہ قول صاحبین کی اقتدا کی گئی ہی الخ اور درمختار مین ہی کہ روایت کی گئی ہی امام صاحب سے مثل قول صاحبین کی ایک شل پر عصر ہونا اور وہ قول صاحبین اور زفر اور ائمہ ثلاثہ یعنی تینون امامون کا ہی کہا امام طحاوی نے اور ہم ایک شل کو اختیار کرتے ہین اور غرر الاذکار مین ہی کہ ایک شل کو اختیار کیا گیا ہی اور برہان مین ہی کہ ایک شل ظاہر تر ہی واسطے بیان جبریل کے اور وہ نص ہی وقت نماز عصر مین اور فیض مین ہی اسی پر ہی عمل لوگون کا اس زمانہ مین اور ساتھ اسکی فتوی دیا جاتا ہی الخ اور خزانة الروایات مین ملتقی البحار سے منقول کہ بہ تحقیق امام ابوحنیفہ نے رجوع کیا ہی نکل جانے مین وقت ظہر کے اور داخل ہونے مین وقت عصر کے ۱۲ طرف قول امام ابویوسف اور امام محمد کے۔ مین کہتا ہون خبردار ماہر دلیلون پر دونون فریق کے جانتا ہی یقینا ہونا قول صاحبین کا قوی اور ہونا قول امام صاحب کا ضعیف پس نہین اعتبار ہی فتوی کا اُس شخص کے جسنے فتوی دیا ہی ساتھ قول امام ابوحنیفہ کے ۱۲ ۵۸ مولف عفی عنہ نے بلحاظ حنفی مصلیون مین مکہ مکرمہ کے ظہر کی نماز آفتاب ڈھلنے کے ساتھ اور عصر کی نماز ایک شل پر ہوتی ہی ۱۱ ۵۹ یعنی اگر ملایا سورۃ کو ساتھ فاتحہ کے یعنی پچھلی دو رکعتون مین نہین مضائقہ ہی اس مین اسواسطے کہ قرات دونون رکعات پچھلی مین شروع ہی بغیر تعیین کے اور اقتصار اوپر سورہ فاتحہ کے مسنون ہی نہ واجب پس ہوگا ملانا سورۃ کا خلاف اولی اور یہ نہین منافی سب شروع ہونے اور مباح ہونے کو الی آخرہ ۱۲ منہ

من غير تقدير والاقتصار على الفاتحة مسنون لا واجب فكان الضم خلاف الاولى وذلك لا ينافى المشروعية

سوال مابین اذان مغرب وفرض کے دو رکعت نفل پڑھنا مباح ہے یا نہ۔ **جواب** قبل فرض مغرب کے مباح ہے در
مین ہے وحرر[1] اباحة رکعتین خفیفتین قبل المغرب واقره فی البحر والمصنف اھ۔ مولانا عبد العلی بحر العلوم نے ارکان
مین تحریر فرمایا ہے وقد روی[2] عبد الله بن مغفل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صلوا قبل المغرب ثم
صلوا قبل المغرب اھ وعن انس كان المؤذن اذا اذن قدم ناس من اصحاب النبی صلى الله عليه وآله وسلم
يبتدرون السواری حتى يخرج النبی صلى الله عليه وآله وسلم وهم كذلك يصلون اھ اور مولانا محمد عبد الحی
سعایہ مین تحریر فرمایا ہے فلو صلى[3] احيانا بحيث لم يلزم منه تاخير المغرب لم يكره البتة كما هو مقتضى تطبيق الاحاديث
بعضها ببعض اھ۔

سوال کیا آٹھ ہی رکعت تراویح سنت ہے۔ **جواب** ہان مگر باقی مستحب ہے رد المحتار کے صفحہ ۴۷۸ مین ہے وذکر[4] فی
ان مقتضى الدليل كون المسنون منها ثمانية والباقی مستحبا وتمامه فی البحر اھ۔

سوال بنظر دفع بلا مثل وبا وغیرہ کے نماز فرض فجر مین بعد رکوع کے قنوت پڑھنا جائز ہے یا نہ۔ **جواب** جائز ہے ردا
کے صفحہ ۷۰۲ مین ہے فيقنت[5] الامام فی الجهرية اھ يوافقه ما فی البحر والشرنبلالية عن شرح النقاية عن الغاية
ان نزل بالمسلمين نازلة قنت الامام فی صلاة الجهر وهو قول الثوری واحمد اھ وكذا ما فی شرح الشيخ اسمعيل عن البناية
اذا وقعت نازلة قنت الامام فی صلاة الجهرية لكن فی الاشباه عن الغاية قنت فی صلاة الفجر اھ وهل المقتدی
يقنت مثله ام لا وهل القنوت هنا قبل الركوع ام بعده لم اره والذی يظهر لی ان المقتدی يتابع امامه
الا اذا جهر فيؤمن وانه يقنت بعد الركوع لا قبله الخ۔

سوال حدیث خرباق یعنی ذوالیدین منسوخ ہے یا نہین۔ **جواب** نہین۔ رد المحتار صفحہ ۴۳۳ مین ہے [6] وضع النسخ

---

[1] اور لکھا ہے مباح ہونے دو رکعت خفیفہ کو قبل مغرب کے اور ثابت رکھا ہے بحر الرائق مین اور مصنف نے الخ۔ [2] اور بتحقیق روایت کیا عبد اللہ بن مغفل نے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھو قبل مغرب کے پھر فرمایا نماز پڑھو قبل مغرب کے الخ اور روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ تھا موذن جس وقت اذان کہتا آتے لوگ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جلدی کرتے ہوئے ستونون کی طرف یہان تک کہ نکلتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ سب لوگ نماز پڑھتے ہوتے یعنی سنتین قبل فرض مغرب کے ۱۲ [3] اگر کسی نے نفل پڑھی اتفاقا اس طرح کہ تاخیر فرض مین لازم نہ آئی نہین مکروہ ہوگی یقینا جیسا کہ مقتضی تطبیق بعض حدیث کا ہے ساتھ بعض کے ۱۲ [4] اور ذکر کیا ہے فتح القدیر مین یہ کہ مقتضی دلیل کا ہونا مسنون اس سے آٹھ ہی رکعت ہے اور باقی مستحب اور پوری بحث اسکی بحر الرائق مین ہے ۱۲ [5] پس قنوت پڑھے امام نماز جہریہ مین الخ۔ موافق ہے اسکے وہ جو بحر الرائق اور شرنبلالیہ مین شرح نقایہ سے اور اسمین غایہ سے منقول ہے کہ اگر نازل ہو مسلمانون پر بلا قنوت پڑھے امام نماز جہریہ مین اور وہ قول ثوری اور احمد کا ہے الخ اور اسی طرح ہے وہ جو شرح مین شیخ اسمعیل کے بنایہ سے منقول ہے جسوقت واقع ہو کوئی بلا قنوت پڑھے امام نماز جہریہ مین لیکن اشباہ مین غایہ سے منقول ہے قنوت پڑھے نماز فجر مین الخ اور آیا مقتدی مثل امام کے قنوت پڑھے یا نہ اور آیا قنوت بلا مین قبل رکوع کے پڑھے یا بعد رکوع کے نہین دیکھا مین نے اسکو اور وہ جو ظاہر ہوتا ہے مجھکو یہ ہے کہ مقتدی پیروی اپنے امام کی کرے مگر جسوقت امام جہر کرے پس مقتدی آمین کہے اور یہ کہ قنوت پڑھے بعد رکوع کے نہ قبل رکوع کے ۱۲ [6] رد کیا گیا ہے منسوخ ہونا اسی طرح پر کہ حدیث ذوالیدین کو روایت کیا ہے ابوہریرہ نے اور وہ پیچھے اسلام لائے ہین اور جواب دیا گیا ہے ساتھ جائز ہونے اسبات کے کہ روایت کرتے ہین اسکو ابوہریرہ اور روایت سنکر اور خود حاضر نہون اور پوری بحث اسکی زیلعی مین ہے کہا بحر الرائق مین کہ ابوہریرہ کا واقعہ کے وقت حاضر ہونا ثابت نہین کیونکہ صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے باین لفظ روایت ہے کہ مین ایک دن نماز پڑھتا تھا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیان کیا واقعہ کو اور یہ صریح ہے حاضر تھے ابوہریرہ کے اور نہین دیکھا مین نے اسکا جواب شافی۔

بان حدیث ذی الیدین رواہ ابو ہریرۃ وھو متاخر الاسلام واجیب بجواز ان یرویہ عن غیرہ ولم یکن حاضرًا او وتمامہ فی الزیلعی قال فی البحر وھو غیر صحیح روی مسلم عنہ بینا انا اصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وساق الواقعۃ وھو صریح فی حضورہ ولم ار عنہ جوابا شافیا اھ۔

سوال۔ حدیث امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا منسوخ ہے یا نہیں۔ **جواب** نہیں۔ رد المحتار صفحہ ۶۰۳ مین ہے ۱؎ قد ورد فی الصحیحین وغیرہما عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یصلی وھو حامل امامۃ بنت زینب بنت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فاذا سجد وضعہا واذا قام حملہا وقد اجیب عنہ باجوبۃ منہا ما ذکرہ الشارح انہ منسوخ بما ذکرہ من الحدیث وھو مردود بان حدیث ان فی الصلاۃ لشغلا کان قبل الہجرۃ وقصۃ امامۃ بعدہا ومنہا ما فی البدائع انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لم یکرہ منہ ذلک لانہ کان محتاجا الیہ لعدم من یحفظہا او للتشریع بالفعل ان ھذا غیر مفسد ومثلہ ایضا فی زماننا لا یکرہ لواحد منا فعلہ عند الحاجۃ اما بدونہا فمکروہ وقد اطال المحقق ابن امیر حاج فی الحلیۃ فی ھذا المحل ثم قال ان کونہ للتشریع بالفعل ھو الصواب الذی لا یعدل عنہ کما ذکرہ النووی فانہ ذکر بعد نقلہ ... لفعل ... من القول ففعلہ ذلک لبیان الجواز الخ۔ او تعلیق المجید مین ہے ۲؎ قال النووی ادعی بعض المالکیۃ انہ منسوخ وبعضہم انہ من الخصائص وبعضہم انہ لضرورۃ وکل ذلک دعاوی باطلۃ مردودۃ لا دلیل

سوال۔ رفع یدین سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔ **جواب** نہیں۔ رد المحتار صفحہ ۴۰۰ مین ہے ۳؎ وما روی من الفساد شاذ اھ عمدۃ الرعایہ مین ہے ۴؎ ویتفرع علی ھذا القول ما ذکر فی بعض الکتب ان الصلوۃ تفسد برفع الیدین عند الرکوع وعند السجود ونحوہ قول شاذ مردود کما فی فتح القدیر والحلیۃ والبزازیۃ وغیرہا اھ۔ اور بھی عمدۃ الرعایہ مین ہے ۵؎ ومنہم من صرح بان رفع الیدین فی اثناء الصلوۃ مفسد وقد عرفت انہ قول شاذ مردود فلو جدد التحریمۃ مع رفع الیدین ایضا فالحکم ھو ما ذکرہ فان رفع الیدین غیر مفسد علی القول الصحیح الذی لیس ما سواہ الا غلط اھ۔ تراجم حنفیہ مین لکھا،

۱؎ تحقیق آیا ہے صحیحین وغیرہ مین ابو قتادہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے دران حالیکہ گود مین اٹھائے ہوئے تھے امامہ بیٹی زینب کو یعنی اپنی نواسی جب سجدہ کرتے رکھدیتے اسکو اور جب کھڑے ہوتے اٹھا لیتے اسکو اور جواب اسکا کئی طرح پر دیا گیا ہے ایک انمین وہ ہے جس کو شارح نے ذکر کیا حدیث منسوخ ہے اس حدیث سے کہ ذکر کیا اسکو اور یہ جواب مردود ہے اس طرح پر کہ حدیث ان فی الصلوۃ لشغلا قبل ہجرت کے تھی اور قصہ امامہ کا بعد ہجرت کے ہے اور دوسرا جواب وہ ہے جو بدائع مین ہے کہ آنحضرت سے یہ فعل مکروہ نہین اسلیے کہ آپکو اسکی طرف حاجت تھی چونکہ نہ تھا کوئی شخص کہ حفاظت کرتا اسکی یا اسلیے دکھلانے مشروعیت اس فعل کی کہ یہ مفسد نماز نہین ہے اور مثل اسکے ہمارے زمانہ مین بھی نہین مکروہ ہے کسی کو کرنا اسکا وقت ضرورت کے لیکن بغیر حاجت کے پس مکروہ ہے الخ اور بتحقیق تقریر طویل کی ہے محقق ابن امیر حاج نے حلیہ مین اس مقام مین پھر کہا ہے کہ بتحقیق تشریع کے لیے کرنا وہی صواب ہے عدول جس سے ماننا جائز نہین جیسا کہ ذکر کیا اسکو نووی نے پس تحقیق ذکر کیا ہے بعض لوگون نے کہ فعل سے مشروع ہونا قوی تر ہے قول سے۔ تو کرنا آپکا اس فعل کو بیان جواز کے لیے تھا الخ ۲؎ نووی نے کہا دعوی کیا ہے بعض مالکیہ نے اسکا کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور بعض نے اسکا کہ یہ آنحضرت کی خصوصیات سے ہے اور بعض نے اس کا کہ ضرورت سے تھا حالانکہ یہ سب دعوی باطل اور مردود ہین کوئی دلیل اسپر نہین الخ ۱۲ ۳؎ رفع یدین سے نماز فاسد ہونے کی روایت شاذ ہے ۱۲ ۴؎ متفرع ہوتا ہے اس قول پر کہ وہ ذکر کیا ہے بعض کتابون مین کہ نماز فاسد ہوتی ہے رفع یدین سے وقت رکوع وسجود کے اور یہ قول شاذ و مردود ہے جیسا کہ فتح القدیر و حلیہ اور بزازیہ وغیرہا مین ہے ۱۲ ۵؎ بعض فقہا حنفیہ سے وہ شخص ہے کہ تصریح کی ہے اُنے اس بات کی کہ رفع یدین درمیان نماز کے مفسد ہے اور تحقیق پہچانا تو نے کہ یہ قول شاذ و مردود ہے پس اگر سر نو سے باندھا تحریمہ ساتھ رفع یدین کے بھی پس حکم وہی ہے جو ذکر کیا اسکو اسواسطے کہ رفع یدین مفسد نماز نہین اوپر اس قول صحیح کے کہ نہین ہے سوا اسکے مگر غلط الخ ۱۲ +

والحق[۱] ان هذه الرواية التي رواها مكحول شاذ لايعتد بها ولا بذاكرها. وممن صرح بشذوذها محمد بن عبد الواحد الشهير بابن الهمام في فتح القدير وذكر انه صرح بشذوذها صاحب النهاية وفي حلية المحلي شرح منية المصلي لابن امير حاج الفساد برفع اليدين في الصلوة رواية مكحول النسفي عن ابي حنيفة وهو خلاف ظاهر الرواية ففي الذخيرة رفع اليدين لا يفسد منصوص عليه في باب صلوة العيدين من الجامع ومشى عليه في الخلاصة وهو اولى بالاعتبار اه وفي البزازية رفع اليدين في المختار لا يفسد لان مفسدها لم يعرف قربة فيها اه وفي السراجية رفع اليدين لا يفسد وهو المختار اه۔ اور حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے واغرب[۲] بعض اصحابنا حيث ذهب الى انه لو رفع يديه عند الركوع فسدت صلاته وقد رده باحسن رد العلامة القونوي في رسالته التي صنفها في خصوص هذه المسالة۔

سوال جو مصلی کہ ایک صف سے دوسری صف میں کھینچ لایا گیا آیا نماز اُسکی فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔ **جواب** نہیں۔ درمختار میں ہے ثم نقل تصحيح[۳] عدم الفساد في مسئلة من جذب من الصف فتاخر اه اور ردالمحتار کے صفحہ ۴۹۶ میں ہے وعبارة[۴] المصنف في المنح بعد ان ذكر لو جذبه اخر فتاخر الاصح لا تفسد صلاته اه

سوال گھوڑے کی باگ ڈور پکڑے ہوئے نماز پڑھنے سے یا اندر نماز کے گھوڑے کے چھوٹ جانے پر اُسکو پکڑنے کے لیے چند قدم چلنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔ **جواب** نہیں۔ درمختار کے صفحہ ۶۵ میں ہے مشى[۵] مستقبل القبلة هل تفسد ان مشى قدر صف ثم وقف قدر ركن ثم مشى ووقف كذالك وهكذا لا تفسد وان كثر ما لم يختلف المكان وقيل لا تفسد حالة العذر اه رد المحتار میں ہے اى[۶] وان كثر واختلف المكان لما في الحلية عن الذخيرة انه روى ان ابا برزة رضي الله عنه صلى ركعتين اخذا بقياد فرسه ثم انسل عن يده فمضى الفرس على القبلة فتبعه حتى اخذ بقياده ثم رجع ناكصا على عقبيه حتى صلى الركعتين الباقيتين قال محمد في السير الكبير وبهذا ناخذ الخ۔

---

[۱] اور حق یہ ہے کہ جس روایت کو کہ مکحول نے روایت کیا ہے شاذ ہے نہیں اعتبار ہے اُس روایت اور نہ اُس روایت کے ذکر کرنیوالے کا اور منجملہ اُن اشخاص کے جنہوں نے تصریح کی ہے شاذ ہونے پر روایت مکحول کے محمد بن عبد الواحد مشہور با بن الہمام ہیں فتح القدیر میں اور ذکر کیا ہے ابن الہمام نے کہ تصریح کی ہے ساتھ شاذ ہونے روایت مکحول کے صاحب نہایہ نے اور ابن امیر حاج کی حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں ہے کہ فاسد ہونا ساتھ رفع یدین کرنیکے نماز میں روایت ہے مکحول نسفی کی ابو حنیفہ سے اور وہ خلاف ظاہر روایت کے ہے پس ذخیرہ میں ہے رفع یدین نہیں فاسد کرتا ہے نص کیا گیا ہے اوپر اُسکے باب صلوۃ العیدین میں جامع سے اور چلا ہے اسی پر خلاصہ میں اور یہی اولی ہے از روی اعتبار کے اور بزازیہ میں ہے کہ رفع یدین مذہب مختار میں نہیں فاسد کرتا ہے کیونکہ فاسد کرنیوالے نماز کی قربت نماز میں نہیں پہچانی گئی اور سراجیہ میں ہے رفع یدین فاسد نماز نہیں اور یہی مذہب مختار ہے ۱۲ [۲] اور تحقیق غریب بات کہی ہے ہمارے بعض صحابہ نے کہ وہ اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ اگر کوئی شخص رکوع کے وقت رفع یدین کرے تو اُسکی نماز فاسد ہو جائیگی اور اسکی اسبات کو علامہ قونوی نے اپنے رسالہ میں جو اسی خاص مسئلہ میں تصنیف کیا ہے خوب اچھی طرح رد کیا ہے ۱۲ [۳] پھر نقل کی گئی ہے تصحیح نہ فاسد ہونے نماز اُس شخص کی جو کھینچ لایا گیا صف سے پس پیچھے ہٹا ۱۲ [۴] اور عبارت مصنف کی منح میں بعد ذکر کرنے اسکے کہ اگر کھینچا نمازی کو دوسرے نمازی نے پس پیچھے ہٹ آیا صحیح تر یہ ہے کہ نہیں فاسد ہوتی ہے نماز اُسکی ۱۲ [۵] چلا نمازی قبلہ کی طرف آیا فاسد ہوگی نماز اگر چلا باندازہ صف کے پھر ٹھہرا قدر رکن کے پھر چلا پھر ٹھہرا اسی طرح اور اسی طرح نہیں فاسد ہوتی ہے نماز اگرچہ بہت چلا ہو جبتک بدل نہ جاوے جگہ اور بعضوں نے کہا کہ نہیں فاسد ہوتی نماز حالت عذر میں ۱۲ [۶] یعنی اگرچہ بہت ہوا یہ فعل اور بدل گیا ہو مکان بموجب اُس روایت کے جو حلیہ میں ذخیرہ سے نقل کی ہے کہ تحقیق روایت کی گئی ہے کہ تحقیق ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی دو رکعت در انحالیکہ پکڑے ہوئے تھے باگ ڈور گھوڑے کی پس چھوٹ گئی باگ ڈور ہاتھ سے پھر چلا گھوڑا قبلہ کی طرف پس پیچھے چلے ابو برزہ اُس گھوڑے کے یہانتک کہ پکڑی باگ ڈور اُسکی پھر لوٹے پیچھے پاؤں یہانتک کہ پڑھا باقی دو رکعتوں کو کہا امام محمد نے سیر کبیر میں کہ ہم بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں ۱۲

سوال - نماز پنجگانہ مین جماعت واجب ہی یا نہین **جواب** واجب ہی مراقی الفلاح مین ہی[۱] الصلوة بالجماعة سنة موكدة شبيهة بالواجب فی القوة اه - جواہر نفیسہ مین ہی[۲] الجماعة سنة موكدة ای قوية تشبه الواجب فی القوة حتی استدل بملازمتها علے الايمان اه فصیح الدین کی شرح وقایہ مین ہی[۳] الجماعة سنة موكدة ای قوية تشبه الواجب لا يرخص تركها الا من عذر اه - مجتبیٰ شرح وقایہ مین ہی - و اما[۴] اصحابنا فقد اختلف الروايات عنهم فقيل انها واجبة وقيل سنة موكدة غاية التاكيد قلت والظاهر انهم ارادوا بالتاكيد الوجوب اه مجمع الانہر مین ہی[۵] الجماعة سنة موكدة ای قريبة من الواجب حتى لو تركها اهل مصر لقوتلوا واذا ترك واحد ضرب وحبس و لا يرخص لاحد تركها الا لعذر منه المطر والطين والبرد الشديد اه بحر الرائق مین ہی[۶] الجماعة سنة موكدة ای قوية تشبه الواجب والراجح عند اهل المذهب الوجوب ونقله فی البدائع عن عامة مشائخنا وذكر هو وغيره ان القائل منهم انه سنة موكدة ليس مخالفا فی الحقيقة بل فی العبارة لان السنة الموكدة والواجب سواء خصوصا ما كان من شعائر الاسلام وفی المجتبى الظاهر انهم ارادوا بالتاكيد الوجوب لاستدلالهم بالاخبار الواردة بالوعيد الشديد بترك الجماعة وفی القنية وغيرها يجب التعزير على تاركها بغير عذر ويأثم الجيران بالسكوت اه اور منح الغفار مین ہی[۷] الجماعة سنة موكدة ای قريبة تشبه الواجب فی القوة وقيل واجبة وعليه العامة اه اور زیلعی شرح کنز مین ہی[۸] فی العناية قال عامة مشائخنا انها واجبة وفی المفيد انها واجبة وتسميتها سنة لوجوبها بالسنة اه هذا كل فی السعی المشكور مولانا محمد عبد الحی المغفور - عمدة الرعایہ مین ہی[۹] الجماعة سنة موكدة هی التی تسمى بسنة الهدى وحكمها انه يثاب فاعلها ويلام تاركها بلا عذر رخص هذا احد الاقوال فيه والقول الثانی ان الجماعة مستحبة لكنه قول شاذ مردود لورود كثير من الاحاديث لوعيد على التارك ومن المعلوم ان تارك المستحب غير ملام[۱۰] والقول الثالث وهو انها واجبة وهو الذی رجحه صاحب البحر والغنية والبدائع والمجتبى ونسبه السرخسی وغيره الى عامة مشائخنا[۱۱] ملخصا

سوال جماعت عورتون کی مسنون ہی یا مکروہ و منسوخ - **جواب** مکروہ یا منسوخ نہین - چنانچہ فتح الودود حاشیہ سنن ابی داؤد مین تحت

---

[۱] نماز جماعت سے پڑھنا سنت موکدہ ہی مشابہ واجب کے قوت مین ۱۲ [۲] جماعت سنت موکدہ یعنی قوی ہی مشابہ ہی واجب کے قوت مین یہان تک کہ دلیل پکڑی گئی ہی ساتھ ملازمت جماعت کے ایمان پر ۱۲ [۳] جماعت سنت موکدہ ہی یعنی قوی ہی مشابہ واجب کے نہین رخصت دیجاتی ہی چھوڑنے جماعت کی مگر عذر سے ۱۲ [۴] ولیکن اصحاب ہمارے پس مختلف ہین روایتین ان سے پس بعضون نے کہا کہ جماعت واجب ہی اور بعضون نے کہا کہ سنت موکدہ نہایت تاکیدکی مین کہتا ہون ظاہر یہ ہی کہ ان لوگون نے ارادہ کیا ہی تاکید سے واجب ہونا ۱۲ [۵] جماعت سنت موکدہ ہی یعنی قریب واجب کے ہی یہانتک کہ اگر چھوڑ دیوین شہر والے تو ان سے جنگ کیجائے اور جبکہ چھوڑ دیوے ایک شخص پیٹا جاوے اور قید کیا جاوے اور نہ رخصت دیجائے کسیکو چھوڑنے جماعت کی مگر عذر سے منجملہ عذر کے یہ مینہہ برسنا اور کیچڑ ہونا اور جاڑا سخت ۱۲ [۶] جماعت سنت موکدہ ہی یعنی قوی ہی مشابہ ہی واجب کے اور غالب نزدیک اہل مذہب کے وجوب ہی اور نقل کیا ہی اسکو بدائع مین ہمارے عامہ مشائخ سے اور ذکر کیا ہی اُنھنے اور اوروں نے یہ کہ قائل انھین سے سنت موکدہ کا نہین ہی مخالف حقیقت مین بلکہ عبارت مین اسواسطے کہ سنت موکدہ اور واجب برابر ہی خاصکر جو شے کہ شعائر اسلام سے ہو اور مجتبیٰ مین ہی کہ ظاہر یہ ہی کہ فقہانے ارادہ کیا ہی تاکید سے وجوب اسواسطے دلیل لانے ان لوگون کے ساتھ احادیث کے کہ وارد ہوئی ہین ساتھ وعید سخت کے جماعت چھوڑنے مین اور قنیہ وغیرہا مین ہی کہ واجب ہی سزا دینی چھوڑنیوالی جماعت کو بلا عذر کے گنہگار ہوتے ہین ہمسایے چپ رہنے سے ۱۲ [۷] جماعت سنت موکدہ ہی یعنی ایک قربت ہی کہ مشابہ ہوتی ہی واجب کے قوت مین اور کہا گیا ہی واجب ہی اور یہی ہی قول اکثر فقہا ۱۲ [۸] کہا اکثر مشائخ نے ہمارے کہ جماعت واجب ہی اور بیچ کتاب مفید کے ہی کہ جماعت واجب ہی اور نام رکھنا جماعت کا سنت اسواسطے ثبوت وجوب اُسکے ہی ساتھ سنت کے ۱۲ [۹] جماعت سنت موکدہ ہی وہی ہی جسکو سنت ہدی کہا کرتے ہین حکم اسکا یہ ہی کہ ثواب پاتا ہی کرنیوالا اور ملامت کیا جاتا ہی چھوڑنے والا اسکا بلا عذر - رخصت دلانے والا یہ ایک قول ہی اسمین دوسرا قول یہ ہی کہ جماعت مستحب ہی لیکن یہ قول شاذ ہی و مردود ہی واسطے وارد

ام ورقہ کے لکھا ہے۔ ان هذا الحديث يدل على جواز امامة المرأة للنساء ومن يقول بكراهة جماعتهن يحمل الحديث على النسخ لكن ابن الهمام وغيره ينكرونه وتحقق النسخ أه۔ مولانا عبد العلی رحمہ اللہ نے ارکان اربعہ میں لکھا ہے وعلى هذا فدعوى الكراهة مشكلة لابد لها من دليل ميل الشيخ ابن الهمام الى عدم الكراهة أه اور ابن الہمام کی فتح القدیر میں ہے ولا علينا ان نذهب الى ذلك فان المقصود اتباع الحق حيث كان أه۔ عمدۃ الرعایہ میں ہے ولا يخفى ضعفه بل ضعف جميع ما وجهوا الكراهة كما حققناه فى تحفة النبلاء الفناها فى مسئلة جماعة النساء وذكرنا هناك ان الحق عدم الكراهة كيف لا وقد امت بهن ام سلمة وعائشة فى التراويح وفى الفرض كما اخرجه ابن ابى شيبة وغيره وامت ام ورقة فى عهد النبى صلى الله عليه وسلم بامره كما اخرجه ابو داؤد أه۔

سوال قضاء نماز جہریہ میں جہر افضل ہے یا نہ۔ **جواب** نفع المفتی والسائل میں لکھا ہے الذى يقضى الصلوة الجهرية منفردا فانه مخير بين ان يجهر وبين ان يسر والجهر افضل وهو مختار السرخسى وفخر الاسلام وجماعة من المتاخرين قال قاضى خان هو الصحيح وفى الذخيرة هو الاصح أه وقال البرجندى ذكر فى الظهيرية والذخيرة والخزانة والكافى ان الجهر فى قضاء الجهرية افضل أه

سوال اقتدا ساتھ مخالف فی الفروع کے جائز ہے یا مکروہ۔ **جواب** جائز ہے۔ رد المحتار صفحہ ۹۰ میں ہے واما الاقتداء بالمخالف فى الفروع كالشافعى فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلوة على اعتقاد المقتدى عليه الاجماع انما اختلف فى الكراهة أه فقيد بالمفسد دون غيره كما ترى فى رسالة الاهتداء فى الاقتداء لملا على القارى ذهب عامة مشائخنا الى الجواز اذا كان يحتاط فى موضع الخلاف والا فلا والمعنى انه يجوز فى المراعى بلا كراهة وفى غيره معها ثم المواضع المهمة للمراعاة ان يتوضأ من الفصد والحجامة والقئ والرعاف ونحو ذلك لا فيما هو سنة عنده مكروه عندنا كرفع اليدين فى الانتقالات وجهر البسملة واخفائها فهذا وامثاله لا يمكن فيه الخروج عن عهدة الخلاف فكلهم يتبع مذهبه ولا يمنع مشربه أه۔

سوال کلمہ لا باس مستعمل مندوب میں ہے یا نہ۔ **جواب** ہے۔ رد المحتار صفحہ ۱۲۴ میں ہے فكلمة لا باس وان كان الغالب استعمالها فيما تركه اولى لكنها قد تستعمل فى المندوب كما صرح به فى البحر أه۔

سوال رفع یدین چار وں تکبیرات نماز جنازہ میں ثابت ہے یا نہ۔ **جواب** ہے۔ چنانچہ در مختار میں ہے ورفع يديه فى الاولى فقط

لہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر جواز امامت عورت کے واسطے عورتوں کے اور جو شخص کہتا ہے کہ مکروہ ہے جماعت عورتوں کی وہ محمول کرتا ہے حدیث کو نسخ پر لیکن ابن الہمام وغیرہ انکار کرتے ہیں ثبوت نسخ کا ۱۲ ۔ لہ اس بنا پر دعوی کراہت کا مشکل ہے ضرور ہے اسکے لیے دلیل سے میلان شیخ ابن الہمام کا طرف عدم کراہت کے ہے لہ نہیں ہے ہم پر کچھ حرج اگر ہم طرف مذہب کے جائیں اسلیے کہ مقصود پیروی کرنا حق کی ہے جس جگہ ہو ۱۲ لہ اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اسکا بلکہ ضعف اس سب کا جو توجیہ کی ہے کراہت کی جیسا کہ تحقیق کی ہے ہمنے اسکی تحفۃ النبلا میں جسکو تالیف کیا ہے ہمنے مسئلہ جماعت نساء میں اور ذکر کیا ہے وہاں یہ کہ حق یہ ہے کہ نہیں مکروہ ہے کیونکر نہ ہو حالانکہ امامت کی ہے عورتوں کی ام سلمہ وعائشہ نے تراویح میں اور نماز فرض میں جیسا کہ روایت کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے اور امامت کی ہے ام ورقہ نے زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے حکم سے جیسا کہ روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد نے ۱۲ لہ اس رسالہ کو مؤلف کے استاد علا مولانا و استاذنا المخلص نے تالیف فرمایا ۱۲ لہ جو شخص ادا کرتا ہے قضا نماز جہر والی کو اکیلا اسکو اختیار دیا گیا ہے بیچ اسکے کہ جہر سے پڑھے یا آہستہ لیکن با آواز پڑھنا افضل ہے اور وہ مختار سرخسی و فخر الاسلام اور ایک جماعت متاخرین کا ہے اور کہا قاضی خان نے کہ یہی صحیح ہے اور ذخیرہ میں کہ یہی صحیح ہے اور کہا برجندی نے ذکر کیا ظہیریہ و ذخیرہ و خزانہ اور کافی میں ہے کہ با آواز پڑھنا قضا نماز جہریہ میں افضل ہے ۱۲ لہ مقتدی بننا اس شخص کا جو مخالف ہے فروع مسائل میں جیسے شافعی جائز ہے جبتک معلوم نہو اس سے وہ شئ کہ فاسد کرتی ہے نماز کو اوپر اعتقاد مقتدی کے۔ اس پر اجماع ہے سوا اسکے نہیں کہ اختلاف کیا گیا کراہت میں الخ پس مقید کیا ہے ساتھ مفسد کے نہ سوا اسکے جیسا کہ تو دیکھتا ہے اور ملا علی قاری کے رسالہ اهتداء فى الاقتداء میں ہے کہ گئے ہیں اکثر مشائخ ہمارے طرف جائز ہونے اقتدا شخص مخالف کے جس وقت کہ وہ احتیاط کرتا ہو بیچ خلافی میں ورنہ نہیں اور مقصود یہ ہے کہ جائز ہے اقتدا اس چیز میں جو رعایت کی گئی ہے بلا کراہت اور دوا اسکے واسطے میں بکراہت پھر وہ جگہیں جو ضروری ہیں واسطے رعایت کے یہ ہیں کہ وضو کرے فصد لینے اور پچھنے لگانے اور قے کرنے اور نکسیر وغیرہ سے نہیں رعایت مطلوب ہے ان میں جو سنت ہے

وقال ائمۃ بلخ فی کلہا اھ رد المحتار میں ہے وما فی شرح الکیدانیۃ للقہستانی من انہ لایجوز المتابعۃ فی رفع الیدین فی تکبیرات الرکوع
وتکبیرات الجنازۃ فیہ نظر اذ لیس ذلک مما لایسوغ الاجتہاد فیہ بالنظر الی الرفع فی تکبیرات الجنازۃ لما علمت من انہ
قال بہ البلخیون من ائمتنا اھ حسن شرنبلالی نے صفحہ ۲۰۲ حاشیہ درر میں لکھا ہے قولہ یرفع یدیہ فی الاولی فقط ھو ظاہر الروایۃ
قولہ وعند الشافعی فی کلہا اختارہ کثیر من مشائخ بلخ کما فی التبیین اھ۔ عمدۃ الرعایہ میں ہے قولہ خلافا للشافعی وکذا
لاحمد ومالک بل قال بہ ائمۃ بلخ من مشائخنا وھو روایۃ عن ابی حنیفۃ ایضا اھ۔

سوال نماز جنازہ میں بعد تکبیر اولی کے سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیے یا نہیں۔ **جواب** چاہیے۔ حسن شرنبلالی نے صفحہ ۲۰۲ حاشیہ درر میں
لکھا ہے قولہ لاقراءۃ فیہا الخ۔ وقال فی الولوالجیۃ ان قرأ الفاتحۃ بنیۃ الدعاء لاباس بہ وان قرأھا بنیۃ القراءۃ لایجوز اھ
اقول نفی الجواز فیہ تامل لانا رأینا فی کثیر من مواضع الخلاف استحباب رعایتہ کاعادۃ الوضوء من مس الذکر والمرأۃ فیکون رعایۃ
صحۃ الصلوۃ بقراءۃ الفاتحۃ علی قصد القرآن کذلک بل اولی لان الامام الشافعی یفرضہا فی الجنازۃ فتامل۔ عمدۃ الرعایہ میں ہے
قولہ خلافا للشافعی فان عندہ یقرأ الفاتحۃ بعد التکبیرۃ الاولی وھو الاقوی دلیلا وھو الذی اختارہ الشرنبلالی من اصحابنا
والف فیہ رسالۃ اھ اور تعلیق الممجد میں ہے قالوا لو قرأھا بنیۃ الدعاء لاباس بہ ویحتمل ان یکون نفیا للزومہ فلا یکون فیہ نفی الجواز
والیہ مال حسن الشرنبلالی من متاخری اصحابنا حیث صنف رسالۃ سماھا بالنظم المستطاب بحکم القراءۃ فی صلوۃ الجنازۃ
بام الکتاب ورد فیہا علی من ذکر الکراہۃ بدلائل شافیۃ وھذا ھو الاولی لثبوت ذلک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ الخ قاضی محمد
ثناء اللہ حنفی مجددی پانی پتی اپنے وصیت نامہ میں ارشاد فرماتے ہیں و بعد تکبیر اولی سورۂ فاتحہ ہم خوانند بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم
و بستم و چہلم و ششماہی و برسی ہیچ نکنند آہ۔ **مولف عفی عنہ** اس رسالہ کو اسی وصیت پر ختم کرتا ہے اور اپنی اولاد و احفاد و اقربا
و احبا و جمیع مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات سے وصیت مذکورہ کی تعمیل کی اپنے حق میں امید اور وصیت کرتا ہے۔

وانا العبد المفتقر الی فضل ربہ الباری محمد عبد الغفور بن حسین الرمضا نقوی البہاری عفی عنہ وعن اسلافہ

ف۱ اور وہ جو قہستانی کی شرح کیدانی میں ہے کہ نہیں جائز ہے تابعداری رفع یدین میں بیچ تکبیرات رکوع اور تکبیرات جنازہ کے اسمیں نظر ہے اسواسطے کہ یہ نہیں ہے
اُس قسم سے کہ نہیں جائز ہو اجتہاد اسمیں ساتھ نظر رفع کے طرف رفع یدین کے تکبیرات جنازہ میں کیونکہ جانا تو نے یہ کہ قائل ہوئے اسکے بلخ والے
ہمارے اماموں سے ۱۲ ف۲ رفع یدین کرے تکبیر اول میں فقط یہ ظاہر روایت ہے اور نزدیک شافعی کے ثابت ہے کل تکبیرات میں اختیار کیا ہے اسکو بہت سے
مشائخ بلخ نے جیسا کہ تبیین میں ہے ۱۲ ف۳ بخلاف شافعی کے اور اسی طرح بخلاف احمد اور مالک کے بلکہ قائل ہوئے اسکے ائمہ بلخ ہمارے مشائخ سے اور وہ
روایت ہے ابو حنیفہ سے بھی ۱۲ ف۴ ولوالجیہ میں لکھا ہے کہ سورہ فاتحہ بہ نیت دعا کے پڑھنے میں مضائقہ نہیں اور اگر اسکو پڑھے گا بہ نیت قراءۃ کے جائز ہوگا
میں کہتا ہوں کہ جواز کی نفی میں تامل ہے ہمنے خلاف کے بہت سے مقامات میں خلاف کی رعایت کو مستحب دیکھا ہے جیسا کہ اعادہ وضو کا ذکر اور عورت کے چھونے سے
پس رعایت صحت نماز کی سورۂ فاتحہ پڑھنے میں اوپر قصد قرآن کے اسی طرح ہوگی بلکہ بہتر ہوگا اسلیے کہ امام شافعی فرض کہتے ہیں سورۂ فاتحہ پڑھنے کو نماز جنازہ
میں پس تامل کر ۱۲ ف۵ بخلاف امام شافعی کے اسواسطے کہ پڑھنا چاہیے سورہ فاتحہ اُن کے نزدیک بعد تکبیر اولی کے اور وہ قوی تر ہے از روئے دلیل کے اور
وہی ہے جسکو اختیار کیا ہے شرنبلالی نے ہمارے اصحاب سے اور تالیف کیا ہے اسمیں رسالہ ۱۲ ف۶ کہا فقہا نے اگرچہ پڑھا سورہ فاتحہ کو بہ نیت دعا کے
مضائقہ نہیں اور احتمال رکھتا ہے یہ کہ نفی تو واسطے لزوم کے ہے پس نہ ہوگی اسمیں نفی جواز کی اور اسی کی طرف میلان کیا ہے حسن شرنبلالی نے متاخرین اصحاب
ہمارے سے چنانچہ تصنیف کیا شرنبلالی نے ایک رسالہ نام رکھا اُسکا نظم المستطاب لحکم القراءۃ فی صلوۃ الجنازۃ بام الکتاب اور رد کیا ہے اُس میں اُس
شخص پر جسنے ذکر کیا ہے کراہت کو ساتھ دلیلوں شافی کے اور یہ بہتر ہے واسطے ثابت ہونے اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
اصحاب رضی اللہ عنہم سے ۱۲ ف۷ نام نامی بر طریقہ عرب نوشتہ شد ۱۲ ف۸ رمضانپور بر بنا تعریف حنفی مذہب کے نیک نام
ہے ضلع مونگیر میں پانچ کوس پورب بہار ضلع پٹنہ سے متعلق ہے ڈاکخانہ بریگیہ کے ۱۲ منہ + + + کاتب الحروف علی حسن عظیم آبادی